مِنْ هَدْيِ الْحَدِيْثِ

سوال نمبر 1: حدیث کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے واضح کیجیے کہ ان کا ہماری عملی زندگی سے کیا تعلق ہے؟

11۔ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ وَمَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ۔

جواب: ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم کیا اس نے گویا دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ڈھایا اس نے گویا دین کو ڈھایا۔

تشریح: نماز کی اہمیت:

اس حدیث میں دین کو ایک عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے جس کا ستون نماز ہے۔ جس نے اس ستون کو قائم رکھا گویا اس نے دین کی عمارت کو قائم رکھا اور جس نے اس ستون کو گرادیا، تو اس نے گویا پورے دین ہی کی عمارت کو ڈھادیا۔ اس سے نماز کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

دنیا اور آخرت کی فلاح کا ذریعہ:

ہر مسلمان کے لئے روزانہ پانچ مرتبہ ایمان کے امتحان کا موقع آتا ہے۔ موذن اسے نماز اور فلاح کی طرح بلاتا ہے۔ اگر وہ اس پکار پر لبیک کہتا ہے تو گویا وہ اپنے ایمان کی صداقت کی گواہی دیتا ہے۔ اس کے علاوہ نماز ہی وہ عمل ہے جس کے ذریعے اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رابطہ قائم رہتا ہے جو ترکِ نماز سے کمزور ہو جاتا ہے۔

عملی زندگی سے تعلق:

پانچوں وقت نماز باجماعت ادا کرنے سے ایک مومن کے ایمان کی صداقت پر واضح دلیل ہے لہٰذا دین کو مضبوط بنانے کیلئے تمام مسلمانوں کو باجماعت نماز ضرور ادا کرنی چاہیے۔

سوال نمبر2: حدیث کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے واضح کیجیے کہ ان کا ہماری عملی زندگی سے کیا تعلق ہے؟

12۔ إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔

جواب: ترجمہ: جب تم نے جمعہ کے دِن اپنے ساتھی سے یہ کہا کہ "خاموش ہو جاؤ" جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو تم نے فضول بات کی۔

تشریح: خطبہ جمعہ کی اہمیت:

علماء اور دانا لوگ کا قول ہے کہ علم کا پہلا ادب یہ ہے کہ علم کی بات کو خاموشی اور توجہ سے سنا جائے۔ وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اور بھی ضروری ہے کہ اُسے توجہ اور غور سے سنا جائے کیونکہ کسی بات کو جب تک توجہ سے نہیں سنا جائے گا تب تک اُس کی سمجھ نہیں آئے گی اور جب سمجھ نہیں آئے گی تو اُس پر عمل پیرا ہونا انتہائی ایک مشکل کام ہے۔ اِس لئے جمعہ کے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہوتی ہے اور خطبہ اسلامی تعلیمات کے بارے میں رہنمائی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

خطبہ جمعہ کے آداب:

اس لئے ضروری ہے کہ جمعہ کے خطبہ کو غور و فکر اور توجہ سے سنا جائے اور توجہ کی اتنی تاکید ہے کہ اگر پاس کوئی دوسرا شخص باتیں کر رہا ہے تو آپ اُسے یہ الفاظ نہیں کہہ سکتے "چپ ہو جاؤ" کیونکہ اِس آواز سے کافی لوگوں کی توجہ ہٹ جائے گی اور خطبہ سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اگر کوئی بہت زیادہ شور و غل کر رہا ہے تو آپ زیادہ سے زیادہ اشارہ کر کے چپ ہونے کے لئے کہہ سکتے ہیں۔

عملی زندگی سے تعلق:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کا ہماری عملی زندگی سے یہ تعلق ہے کہ ہم نماز جمعہ جب ادا کرنے جائیں تو اُس کے تمام آداب کا خیال رکھیں اور جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جائیں اور جمعہ کے خطبہ

کو غور و فکر سے سنیں اور اُن اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں تاکہ ہماری دین و دنیا سنور جائے۔

سوال نمبر 3: حدیث کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے واضح کیجیے کہ ان کا ہماری عملی زندگی سے کیا تعلق ہے؟

13۔ مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا إِلٰى جَهَنَّمَ۔

جواب: ترجمہ: جو شخص جمعہ کے دِن لوگوں کی گردنوں پر پھلانگ کر گیا (گویا) اُس نے جہنم کی طرف پُل بنایا۔

تشریح: آداب جمعہ:

اِس حدیث مبارکہ میں آداب جمعہ، احترام انسانیت، تہذیب و سلیقہ اور نظم و ضبط کی تعلیم دی گئی۔ حدیث مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کیلئے دیر سے آنے والے حضرات جب دوسرے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آتے ہیں تو اِس سے نمازیوں کو تکلیف اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور یہ چیزیں باعثِ گناہ بنتی ہیں اِس لئے جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔

آداب مجلس:

اور یہ چیز مجلس کے آداب میں شامل ہے کہ مجلس میں کوئی بھی عمل ایسا نہ کیا جائے جو کسی مسلمان کی اذیت کا باعث بنے اور کسی دوسرے کو اٹھا کر اُس کی جگہ پر بیٹھا جائے۔

احترام انسانیت:

اِس حدیث مبارکہ میں احترام انسانیت کی تعلیم بھی دی گئی ہے کہ اِنسان کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ مخلوق بنایا ہے لہٰذا اِس کا ادب احترام کیا جائے ایسے اجتماعات میں کسی دوسرے کو ایذا نہیں دینی چاہیے بلکہ جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔

عملی زندگی سے تعلق:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کا ہماری عملی زندگی سے گہرا تعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ نماز جمعہ، عیدین اور دیگر ایسے اجتماعات کو موقعوں پر جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائیں لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگی جائیں تاکہ کسی کو اذیت نہ پہنچے جو کہ گناہ کا باعث ہے۔

سوال نمبر 4: حدیث کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے واضح کیجیے کہ ان کا ہماری عملی زندگی سے کیا تعلق ہے؟

14۔ اِذَا اُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔

جواب: ترجمہ: جب نماز کھڑی ہو جائے تو اِس کے لئے دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ اطمینان (اور وقار) سے چلتے ہوئے آؤ جو (نماز) تم پالو اُسے ادا کرلو اور جو تم سے رہ جائے تو اُسے پورا کرلو۔

تشریح: باجماعت نماز ادا کرنے کی اہمیت و فضیلت:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے نماز باجماعت کی طرف تاکید فرمائی ہے کہ پوری کوشش کی جائے کہ نماز باجماعت ادا کی جائے لیکن اُس کے لئے چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے سب سے پہلے جیسے ہی اذان ہو تو باجماعت نماز کی تیاری کر کے مسجد کی جانب چل دینا چاہیے اور تمام کام وغیرہ چھوڑ دینے چاہئیں تاکہ مکمل فرض نماز باجماعت ادا کی جائے کیونکہ باجماعت نماز ادا کرنے کا ثواب ستائیس نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔

نماز کے لیے اطمینان کے ساتھ چل کر آنا:

اور اگر کسی مجبوری یا کسی ضروری کام کی وجہ سے تھوڑی بہت تاخیر ہو گئی تو جماعت کو پانے کے لئے دوڑنا، بھاگنا اور گرنا پڑنا ہرگز مناسب نہیں یہ تمام امور انسانی اخلاق کے منافی ہیں پھر اِن اور سے انسان گر سکتا ہے اُسے چوٹ لگ سکتی ہے وہ زخمی ہو سکتا ہے اور اِس کی اِس وجہ سے کسی

دوسرے کو بھی نقصان ہو سکتا ہے اِس لئے اگرچہ جماعت کھڑی ہو چکی ہے لیکن مکمل اطمینان اور وقار سے چل کر مسجد میں داخل ہوا جائے۔

آداب مسجد:

اور پھر مسجد میں تو بالکل بھاگنا دوڑنا نہیں چاہیے کیونکہ یہ مسجدؑ کے آداب کے منافی ہے اور اللہ تعالیٰ اِس سے ناراض ہوتا ہے۔ اور پھر اُس کا طریقہ یہ ہے کہ اطمینان اور سکون اور وقار سے چل کر جماعت میں شریک ہوا جائے جتنی رکعتیں جماعت کے ساتھ مل جائیں وہ ادا کی جائیں اور جو رہ جائیں انہیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد مکمل کر لیا جائے۔

عملی زندگی سے تعلق:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کا ہماری عملی زندگی سے یہ تعلق ہے کہ ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ نماز کے لئے وقت سے پہلے تیاری کی جائے تاکہ باجماعت نماز ادا کی جائے اور پھر اِسی سے ہمیشہ ہر کام کے لئے ہمیں عادت ہو جائے گی کہ ہم ہر کام کو وقت سے پہلے اُسے کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

سوال نمبر5: حدیث کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے واضح کیجیے کہ ان کا ہماری عملی زندگی سے کیا تعلق ہے؟

15۔ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

جواب: ترجمہ: جس نے ایمان اور اجر کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور اِس کی (راتوں) میں قیام کیا اُس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

تشریح: رمضان کے روزوں کی فضیلت:

روزہ اِسلام کا ایک اہم رکن ہے اور اِس پورے مہینے میں ایک دینی فضا قائم ہو جاتی ہے اور انسان برائی سے بچا رہتا ہے کیونکہ اِس مہینے میں شیطان کو بڑے بڑے زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے جو انسانی گمراہی کا بڑا سبب ہے۔

فصل بہار:

اِس مہینے میں انسان کے اندر دینی مزاج اور صبر تقویٰ پیدا کرنے کے لئے ایک مخصوص دینی فضا قائم ہو جاتی ہے۔ اِسی لئے اِس ماہ مبارک کو نیکیوں کی فصل بہار قرار دیا جاتا ہے۔

رمضان کی برکات:

رمضان کے پورے مہینے میں روزے فرض قرار دیئے گئے ہیں اَب جو کوئی مومن ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے بارگاہِ الٰہی سے ثواب اور اجر کی امید کے ساتھ روزے رکھے اس برکت والے مہینے کی راتوں میں قیام کر کے نماز تراویح اور نماز تہجد وغیرہ اور دیگر نوافل اور ذکر اذکار میں اپنے آپ کو مشغول رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے پچھلے سارے گناہ معاف فرما دے گا کیونکہ حدیث قدسی ہے:۔

ترجمہ: روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اِس کا بدلہ دوں گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ روزے کا بدلہ جتنا چاہے گا عطا فرمائے گا۔

عملی زندگی سے تعلق:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کا ہماری عملی زندگی سے یہ تعلق ہے کہ ہم ماہِ رمضان کے روزے رکھیں اور اِس راتوں میں قیام کریں تاکہ ہماری عملی زندگی بہتر سے بہتر گزر سکے کیونکہ روزے سے انسان کی جسمانی صحت تندرست رہتی ہے۔

سوال نمبر 6: حدیث کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے واضح کیجیے کہ ان کا ہماری عملی زندگی سے کیا تعلق ہے؟

16۔ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ اِفْطَارِہٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ۔

جواب: ترجمہ: روزے دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

تشریح: افطاری کے وقت خوشی:

در حقیقت روزہ ایک مشقت والی عبادت ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے اور اِس کا صلہ اور انعام بھی بڑھیا ہوتا ہے روزہ جب دِن بھر بھوکا پیاسا رہ کر رکھا جاتا ہے تو جب شام کو افطار کیا جاتا ہے تو بہت خوشی ہوتی ہے کیونکہ ہر چیز کی قدر و قیمت اُس کی ضد سے معلوم ہوتی ہے جب دِن بھر بھوکا اور پیاسا رہا جاتا ہے تو کھانے اور پانی کی قدر و قیمت بھی صحیح انداز سے معلوم ہوتی ہے اور انسان کھانے اور پانی دیکھ کر اتنا خوش ہوتا ہے کہ اُسے ہر چیز بھول جاتی ہے۔ اُس وقت اُسے تمام چیزوں کھانا اور پانی پیارا لگ رہا ہوتا ہے اور اُس وقت اُس کی خوشی کی انتہا ہو جاتی ہے۔

رب سے ملاقات کے وقت خوشی:

اور دوسری خوشی روزہ دار کو اُس وقت ہو گی جب وہ اُس ذات سے ملے گا جس کے لئے اُس نے دنیا کی تمام رنگینیاں چھوڑیں رات کی نیندوں اور گرم بستروں کو خیر باد کہا اور اُس کی رضا کیلئے بھوکا پیاسا رہا اُسے ملنے کے لئے بے چین اور بے قرار رہا ہے تو قیامت کے دِن وہ ذات اُس روزہ دار سے ملے گی تو اُس وقت اُس کے لئے اِس سے بڑھ کر کوئی اور خوشی نہ ہو گی اِس لیے فرمایا کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک خوشی قیامت کے دِن اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

عملی زندگی سے تعلق:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کا ہماری عملی زندگی سے یہ تعلق ہے کہ ہم روزہ رکھیں اور دو خوشیوں کے حقدار ٹھہرنے کے ساتھ ساتھ انسان جسمانی طور پر بھی صحت مند رہتا ہے اور اُس کی دنیاوی زندگی بہتر گزرتی ہے۔

سوال نمبر 7: حدیث کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے واضح کیجیے کہ ان کا ہماری عملی زندگی سے کیا تعلق ہے؟

17۔ مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَقَضٰى مَنَاسِكَهٗ وَسَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

جواب: ترجمہ: جس نے بیت اللہ کا حج اور اس کے مناسک (پورے) ادا کیے اور مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے گئے۔

تشریح: حج کی فرضیت:

حج بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ ہر صاحب استطاعت مسلمان مرد اور عورت پر زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج فرض ہے۔

مسلمانوں کی سلامتی:

حج کے سلسلے میں مکہ میں دنیا بھر کے مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے۔ لہٰذا اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ اس موقع پر صبر و تحمل، عفو و درگزر اور ایثار سے کام لیا جائے۔ اپنے کسی مسلمان بھائی کی زبان سے دل آزاری کی جائے نہ ہاتھ سے اسے کوئی تکلیف پہنچائی جائے۔

مسلمانوں کی سلامتی:

اس حدیث میں یہی بات کہی گئی ہے کہ جو حج اس اہتمام سے کیا جائے گا، اس کے نتیجے میں انسان کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

عملی زندگی سے تعلق:

اس حدیث مبارکہ میں مسلمانوں کیلئے حج کی اہمیت واضح کی گئی ہے حج کی وجہ سے مسلمانوں میں صبر و تحمل، عفو و درگزر اور ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

سوال نمبر 8: حدیث کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے واضح کیجیے کہ ان کا ہماری عملی زندگی سے کیا تعلق ہے؟

18۔ مَنْ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ۔

جواب: ترجمہ: جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ نے اُسے آگ پر حرام کر دیا۔

تشریح: دین کے لیے محنت کا اجر:

جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوتے ہیں اس پر اجر ہے اور جو قدم اللہ کی راہ میں اٹھتا ہے وہ اس کے لئے مغفرت اور بلندی درجات کا باعث بنتا ہے۔

علم کی طلب، نماز کی ادائیگی، مسلمان بھائی کی مدد یا عبادت وغیرہ کے لئے اپنے قدم غبار آلود کرنا بھی فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہے۔

دعوت و تبلیغ: اگر کوئی مسلمان اللہ کے دین کی دعوت و تبلیغ کے لئے نکلے تو اس کے ہر قدم پر نیکی ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ:

اگر کوئی شخص جہاد فی سبیل اللہ کے عزم سے چلے تو یہ ایسا پسندیدہ عمل ہے کہ اس راستے میں اس کے غبار آلود ہونے والے قدموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ اس پر حرام کر دیتا ہے۔

عملی زندگی سے تعلق:

مندرجہ بالا کا ہماری عملی زندگی سے یہ تعلق ہے کہ ہم اللہ کی راہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں تاکہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔

سوال نمبر 9: حدیث کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے واضح کیجیے کہ ان کا ہماری عملی زندگی سے کیا تعلق ہے؟

19۔ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ ۔

جواب: ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے۔

تشریح: حکمرانوں کی ذمہ داری:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے ہر ایک کو کسی نہ کسی حوالے سے نگہبان اور ذمہ دار قرار دیا ہے اور قیامت کے دن ہر شخص سے اُس کی رعیت کی ذمہ داری کے بارے میں سوال ہو گا اور پوچھا جائے گا کہ تم ذمہ داریوں کو کس حد تک نبھایا اور پورا کیا ہے۔

مثلاً اگر کوئی ریاست یا سربراہ مملکت ہے تو اُس سے پوچھا جائے گا کہ اُس نے اپنی رعایا سے کیسا سلوک کیا۔ اُن کو راہِ راست پر چلایا یا بُرے راستے پر۔

والدین کی ذمہ داری:

ماں باپ سے پوچھا جائے گا کہ اپنی اولاد کو کس قدر درست رکھا اُن کے حقوق و فرائض کیسے پورے کیے۔

اساتذہ کی ذمہ داری:

اِسی طرح اگر کوئی استاد ہے تو اُس کو اپنے شاگردوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور بہن بھائیوں میں سے چھوٹوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

تاجروں کی ذمہ داری:

تاجر سے اُس کی تجارت کے متعلق سوال ہو گا۔

علماء کی ذمہ داری:

کوئی عالم ہے تو اُس کو علم کے متعلق سوال ہو گا کہ آگے دوسروں تک علم پہنچایا الغرض ہر ایک سے اُس کے حقوق و فرائض اور ذمہ داریوں کے متعلق سوال ہو گا اور وہ اُس کا جوابدہ بھی ہو گا۔

عملی زندگی سے تعلق:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کا ہماری عملی زندگی سے یہ تعلق ہے کہ ہم چھوٹوں سے پیار محبت سے پیش آئیں اور اُن کو سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت دیں اور خود بھی اپنے آپ کو برائی سے بچائیں۔

سوال نمبر 10: حدیث کا ترجمہ و تشریح کرتے ہوئے واضح کیجیے کہ ان کا ہماری عملی زندگی سے کیا تعلق ہے؟

20۔ خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ

جواب: ترجمہ: لوگوں میں سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع دیتا ہے۔

تشریح: انسانیت کی خدمت / انسانیت کی فلاح و بہبود:

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں اُس شخص کے بارے میں فرمایا گیا ہے جو لوگوں کو زیادہ نفع پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کو زیادہ نفع پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ اِس دنیا میں عزت اور کامیابی انہی لوگوں کا مقدر ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچاتے ہیں اور انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ کسی کو مال و زر سے فائدہ پہنچایا جائے یا کسی کا فائدہ صرف دنیا ہی میں کیا جائے بلکہ